سورة هود

آیات ۱۹ - ۳۰

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا
مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا
يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٠﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَخْبَتُوْٓا اِلٰى
رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِيْرِ وَ
السَّمِيْعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۫ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٥﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ
اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ
اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا
بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ
اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ - وہ لوگ جو روکتے ہیں

صدَّ يَصُدّ ، صَدًّا - روکنا ، (اور رکنا بھی)

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ - اللہ کی راہ سے

بَغَى يَبْغِي ، بَغْيًا - چاہنا، تلاش کرنا، زیادتی کرنا

وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا - اور چاہتے ہیں اس کو ٹیڑھا کرنا

عَوِجَ يَعوَجُ ، عَوَجًا وعِوَجًا - ٹیڑھا ہونا، جھکا ہونا

عِوَج - ٹیڑھا

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ - اور یہی ہیں وہ لوگ جو آخرت کے منکر ہیں

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا - وہ لوگ نہیں ہیں

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ - عاجز کرنے والے زمین میں

مُعْجِز - عاجز کرنے والا - (مُعْجِزِين اس کی جمع)

وَمَا كَانَ لَهُمْ - اور نہیں ہے ان کے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ - اللہ کے سوا کوئی حمایتی

وَلِی - سرپرست، آقا، حمایتی، مددگار، محافظ، دوست

یہاں وَلِی کا لفظ ممکن ہونے کے باوجود اَوْلِيَآءَ (جمع) لانا اس نکتہ کی طرف اشارہ کہ اگر انسان اللہ کی ولایت کو قبول نہیں کرے گا تو متعدد اولیاء کی ولایت میں گرفتار ہو کر سامنے سر تسلیم خم کرے گا

يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ - دگنا دیا جائے گا انھیں عذاب

ضَاعَفَ يُضَاعِفُ ، مُضَاعَفَةً - بڑھانا، دوگنا کرنا (۱۱۱)

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ - وہ نہ طاقت رکھتے تھے کوئی بات سننے کی

وَ مَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ - اور نہ کچھ دیکھ سکتے تھے

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ - یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ - خود خسارے میں ڈالا اپنی جانوں کو

وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا - اور گم ہو گیا ان سے وہ جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ - وہ گھڑا کرتے تھے

لَا جَرَمَ - کوئی شک نہیں

اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ - یہی لوگ آخرت میں

هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ - سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والے ہوں گے

سَمَعَ - دیکھنا

بَصَرَ - دیکھنا

اِفْتَرٰی - گھڑنا (VIII)

لَا جَرَمَ - یقیناً اور حقا کا ہم معنی ہے، کوئی شک نہیں

اَخْسَر - سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والا
افضل التفضیل کا صیغہ

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۖ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا
كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾

جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں، وہ زمین میں اللہ کو بے بس کرنے والے نہ تھے اور نہ اللہ کے مقابلہ میں کوئی ان کا حامی تھا انہیں اب دوہرا عذاب دیا جائے گا وہ نہ کسی کی سن ہی سکتے تھے اور نہ خود ہی انہیں کچھ سوجھتا تھا، یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خود گھاٹے میں ڈالا اور وہ سب کچھ ان سے کھویا گیا جو انہوں نے گھڑ رکھا تھا، ناگزیر ہے کہ وہی آخرت میں سب سے بڑھ کر گھاٹے میں رہیں

upon those who bar people from the way of Allah, and seek in it crookedness, and disbelieve in the Hereafter.

They had no power to frustrate Allah's design in the earth, nor did they have any protectors against Allah. Their chastisement will be doubled. They were unable to hear, nor could they see. They caused utter loss to themselves, and all that they had invented failed them. Doubtlessly, they shall be the greatest losers in the Hereafter.

محمد اقبال

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑲ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا
كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ⑳ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ㉑ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ㉒

ان ظالموں کا ذکر جن پر اللہ کی لعنت ہو گی

- ان بد بختوں نے نہ صرف اپنے آپ کو اللہ کی بندگی سے دور رکھا بلکہ دوسروں کو بھی وہ اللہ کے راستے سے روکتے رہے۔ انھیں جب بھی موقع ملا انھوں نے شیطانی قوتوں کی بالادستی کے لیے کام کیا۔ نیکی کے ہر راستے پر پتھر رکھے اور برائی کا ہر راستہ آسان کیا
- اگر کسی کے بارے میں یہ شبہ بھی ہوا کہ اس کی طبیعت میں سلامتی باقی ہے تو اِنھوں نے حق کو اس طرح توڑ مروڑ کر پیش کیا کہ سننے والا اس سے نفرت کرے اور اس کو باطل سمجھے، اسلامی احکام کے بارے میں الجھنیں کھڑی کیں، شریعت کا بظاہر اعتراف کیا لیکن اس کے قابل عمل ہونے میں شکوک و شبہات پیدا کیے -ان کا یہ رویہ دراصل اس بات کا غماز ہے کہ انھیں آخرت کے آنے کا یقین نہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ آخرت کے منکر اور کافر ہیں
- یہ لوگ اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں بلکہ ان کیلئے دوگنا عذاب ہے
- دنیا میں اللہ نے ان کو جو مہلت دی تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ خدا کے قابو سے باہر تھے بلکہ یہ اس کی ڈھیل تھی کہ وہ توبہ اور اصلاح کرنا چاہیں تو توبہ اور اصلاح کرلیں ورنہ اپنا پیمانہ اچھی طرح بھر لیں
- چونکہ یہ خدا کی راہ سے صرف خود ہی نہیں رکے بلکہ دوسروں کو بھی روکنے والے بنے اس وجہ سے یہ دوہرے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ اور یہ سراسر خسارے اور تباہی کا راستہ تھا جو انھوں نے اپنی زندگی گذارنے کے لیے چنا
- جن کی مدد اور شفاعت کے اعتماد پر یہ خطرناک کھیل کھیلتے رہے ان میں سے کوئی ان کے کام آنے والا نہ ہوگا، ان کے من گھڑت عقائد و نظریات، اللہ تعالیٰ پر افترا پردازیاں ، کائنات اور اپنی ہستی کے متعلق قیاسات سب غلط نکلے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - اور کیے انھوں نے نیک کام

وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ - اور عاجزی اختیار کی اپنے رب کی طرف

اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ - یہی لوگ ہیں اہل جنّت

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ - وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ - مثال ان دو گروہوں کی (ایسی)

كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ - جیسے (ایک شخص) اندھا، بہرہ اور (دوسرا) دیکھنے اور سننے والا

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا - کیا یہ دونوں برابر ہوں گے بلحاظ مثال کے

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ - پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے ؟

(خ ب ت) (۱۷)

أَخْبَتَ يُخْبِتُ ، إِخْبَاتًا - ہر ایک سے کٹ کر اپنے رب کی طرف پوری یکسوئی سے جھک جانا۔ عاجزی کرنا

مُخْبِت / مُخْبِتِين - عاجزی کرنے والے، سکون اور اطمینان سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے

فَرِيْقَيْن ، فَرِيْق کی جمع

عُمْيٌ سے أَعْمَى - اندھا

صُمٌّ سے أَصَمّ - بہرہ

يَسْتَوِيٰن ، يَسْتَوِي سے تثنیہ کا صیغہ

تَذَكَّرَ يَتَذَكَّرُ ، تَذَكُّرًا - نصیحت پکڑنا (۷)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ
كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے اور اپنے رب ہی کے ہو کر رہے، تو یقیناً وہ جنتی لوگ ہیں اور جنت میں وہ ہمیشہ رہیں گے
اِن دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی تو ہو اندھا بہرا اور دوسرا ہو دیکھنے اور سننے والا، کیا یہ دونوں یکساں ہو سکتے ہیں؟ کیا تم (اِس مثال سے) کوئی سبق نہیں لیتے؟

As for those who believed and acted righteously and dedicated themselves totally to their Lord -they are the people of Paradise, and there they shall abide forever.
The example of the two parties is that one is blind and deaf, and the other capable of seeing and hearing. Can the two be equals? Will you, then, not heed?

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

اہل ایمان کے فضائل

- ان آیات میں کفار و مشرکین کے مقابل گروہ اہل ایمان کے انجام کا ذکر ہے
- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دل و دماغ کی رعنائیوں سے لے کر جسم و جان کی تمام توانائیاں اللہ کے راستے میں لگا دیں، وہ ہر طرف سے کٹ کر پوری دل جمعی اور کامل یک سوئی کے ساتھ اللہ کی بندگی اور رسول کی اطاعت کے راستے پر چل پڑے
- ان کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے، ان کی ریاضت صرف اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے، ان کی انسانیت کا آئیڈیل صرف اللہ کے رسول ﷺ اور ان کی منزل صراط مستقیم پر چلتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کا مقام۔ جنت
- ان اہل ایمان کی مثال دیکھنے اور سننے والوں سے دی گئ اور دوسرے گروہِ کفار و مشرکین کی اندھے اور بہروں سے، یہ نہ حق کی آواز کو سن سکتے تھے اور نہ حق کے نور کو دیکھ سکتے تھے انھوں نے اپنے ایمان و عمل کی خرابی سے اپنی جس محرومی کو دعوت دی اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ہوش کے کان سلب کر لیے اور ان کی بصیرت کی آنکھیں چھین لیں
- کیا یہ دو گروہ برابر ہو سکتے ہیں، کیا ان کا انجام یکساں ہو سکتا ہے ؟ یہ استفہامِ انکاری ہے یعنی ہر گز نہیں
- اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کی دعوت بالخصوص آپ ﷺ کی دعوت سراسر عقل و بصیرت پر مبنی ہے۔ اس پر وہی لوگ ایمان لائیں گے جن کے کان اور دل کھلے ہوں اور جنھوں نے اپنی فطری صلاحیتوں کو برباد نہ کیا ہو، جو سلیم الطبع ہیں، جن کے پاس بصیرت بھی ہے اور نصیحت سننے کی طاقت اور استعداد بھی۔ اس حقیقت پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئ ہے۔

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌۙ ﴿۲۵﴾ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا - اور بلاشبہ ہم نے بھیجا

نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ - نوح کو اس کی قوم کی طرف

اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌۙ - (اس نے کہا) یقیناً میں ہوں تمہارے لیے واضح طور پر خبردار کرنے والا

اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ - کہ تم نہ عبادت کرو کسی کی سوائے اللہ کے

اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ - بیشک مجھے اندیشہ ہے تم پر

خَافَ يُخَافُ ، خَوْفًا - ڈرنا

عَذَابَ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ - ایک دردناک دن کے عذاب کا

فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ - تو کہا ان کے سرداروں نے جنھوں نے

مَلَأ - سردار، صاحبان اقتدار، سرمایہ دار، سرکاری درباری جو لوگوں پر مسلط رہتے ہیں

كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ - کفر کیا انکی قوم میں سے

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْيِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

مَا نَرٰىكَ - نہیں دیکھتے ہم تمہیں

رَأَی یَرَی ، رَأیاً و رُؤیةً - دیکھنا، سمجھنا، سوچنا، رائے رکھنا

اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا - مگر ایک آدمی اپنے جیسا

وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ - اور نہیں دیکھتے ہم کہ پیروی کی ہو تمہاری

رَذُلَ یَرْذُلُ ، رَذَالةً - حقیر ہونا، گھٹیا ہونا

اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا - مگر ان لوگوں نے جو ہم میں سے ادنیٰ ہیں

أَرْذَل جمع أَرذِل - افعل التفضیل کا صیغہ
زیادہ یا سب سے زیادہ حقیر، گھٹیا

بَادِىَ الرَّاْيِ - ظاہری طور پر

بَادی

بَدَا یَبْدُوْ ، بَدْواً - ظاہر ہونا کھلا ہونا

بَاد - وہ جو ظاہر ہے (اسم فاعل)

بَادِی (اصل میں بَاد ہی ہے، اگلے لفظ سے ملانے کے لیے یَ لایا گیا ہے

الرَّأْیِ - دیکھنا، رائے

بَادِیَ الرَّأْیِ - بظاہر دیکھنے میں، سرسری نظر میں

پہلی نظر میں معلوم ہو جانے والی حقیقت

اردو: بادی النظر

وَ مَا نَرٰى لَكُمْ - اور نہیں دیکھتے ہم کہ تمہیں ہے

عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ - ہم پر کسی قسم کی کوئی فضیلت

بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ - بلکہ خیال کرتے ہیں ہم تمہیں جھوٹا

ظَنَّ یَظُنُّ ، ظَنًّا - گمان/خیال کرنا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٦﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿٢٧﴾

(اور ایسے ہی حالات تھے جب) ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تھا (اُس نے کہا) "میں تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کرتا ہوں، کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر ایک روز دردناک عذاب آئے گا" جواب میں اُس کی قوم کے سردار، جنھوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا، بولے "ہماری نظر میں تو تم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس اُن لوگوں نے جو ہمارے ہاں اراذل (پست) تھے بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کر لی ہے اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے کچھ بڑھے ہوئے ہو، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں

(Such were the circumstances) when We sent forth Noah to his people. (He said): 'I have been sent to you to warn you plainly that you may worship none but Allah or else I fear for you the chastisement of a Grievous Day. The notables among Noah's own people, who had refused to follow him, responded: 'We merely consider you a human being like ourselves. Nor do we find among those who follow you except the lowliest of our folk, the men who follow you without any proper reason. We see nothing in you to suggest that you are any better than us. Rather, we believe you to be liars.

محمد اقبال

رکوع 3 تا رکوع 9 (آیات 25 تا 99)

- یہاں سے آگے چھ رکوع انباء الرسل پر مشتمل ہیں۔ان میں انھی چھ رسولوں اور ان کی قوموں کے حالات بیان ہوئے ہیں جن کا ذکر سورۃ الاعراف میں آ چکا ہے ۔ یہ چھ رسول حضرت نوح، حضرت ہود ، حضرت صالح ، حضرت شعیب ، حضرت لوط اور حضرت موسیٰ الصلوٰۃ والسلام ہیں
- قصص انبیاء اس سورت کا مرکزی موضوع ہے۔ لیکن ، اصل مقصود بذات خود قصص نہیں ہیں بلکہ اصل مقصود وہ حقیقت ہے جسے ان قصص کے ذریعے ثابت کیا جارہا ہے اور سورت کے آغاز میں مجملاً جس کا ذکر ہوا ہے (کہ ایک اللہ کی بندگی کرو، اپنے رب سے معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ تو وہ ایک مدت خاص تک تم کو اچھا سامان زندگی دیگا)
- ان قصص کا ایک مقصود یہ بھی کہ ان سے نبی اکرم ﷺ ، آپؐ کے ساتھیوں (اور آپؐ کے توسط سے آپ کی امت کے ہر داعی حق کے لیے) یہ واضح ہو جائے کہ آج جو کچھ تمہیں پیش آرہا ہے بعینہٖ وہی کچھ تم سے پہلے آنے والے رسولوں اور ان کے متبعین کو بھی پیش آ چکا ہے، نہ موجودہ حالات کوئی نئے ہیں اور نہ آپ کی قوم کی روش کوئی نئ روش ہے، تو تم ان کی زندگیوں سے رہنمائی حاصل کرو اور جس طرح انھوں نے صبر و عزیمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اسی طرح تم بھی حالات کا مقابلہ کرو
- ان قصص سے قریش کو یہ بتانا بھی مقصود کہ جو روش تم نے اپنے رسول کے ساتھ اختیار کی ہے وہی روش تمہاری پیش رو قوموں نے بھی اختیار کی تھی جس کے نتیجہ میں ایک خاص حد تک مہلت دیے جانے کے بعد وہ ہلاک کردی گئیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ جس طرح کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا اسی طرح کا معاملہ وہ تمہارے ساتھ نہ کرے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ ۫ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۙ۝۲۵ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ۝۲۶ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ۝۲۷

- پہلا رد عمل اس زمانے کے طاغوتوں ، خود سروں اور صاحبان زور و زر کا اس عظیم دعوت اور واضع اعلام خطر کے مقابلے میں کیا تھا؟ وہی کچھ بیہودہ اور جھوٹے عذر بہانے اور بے بنیاد استدلال جو کہ ہر زمانے کے جابروں کا طریقہ کار رہا ہے
- نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے ان کی دعوت کو رد کر دیا اور ان کے نبی ہونے میں تین قسم کے شبہات کا اظہار کیا

1. پہلا اعتراض، ان کی سرمایہ دارانہ ذہنیت کا عکاس (اس لیے کہ ان کی قوم کے سردار سرمایہ دار کافر تھے)-اور وہ یہ تھا کہ تم ہماری ہی طرح انسان ہو، تو ہمارے بجائے تم نبوت کے کیسے حق دار بن گئے ؟ یا یہ بھی کہ رسول کو تو فرشتوں کے جلو میں آنا چاہیے، اس کے آگے پیچھے پروٹوکول اور ہٹو بچو کی صدائیں ہوں (یہ وہی جاہلانہ اعتراض ہے جو مکہ کے لوگ محمد ﷺ کے مقابلہ میں پیش کرتے تھے)
2. دوسرا اعتراض ، قوموں کے سرداروں میں سے ایک نے بھی تمہاری اتباع نہیں کی، صرف گھٹیا قسم کے لوگوں نے تمہاری پیروی کی ہے ،اگر تمہاری دعوت میں کوئی جان ہوتی، فکری قوت ہوتی، زندگی کے مسائل کا حل ہوتا، خیالات کی بلندی ہوتی تو ہماری سوسائٹی کے بالا قامت لوگ (Elites) اس کی طرف رجوع کرتے- (انبیاء علیہ السلام کی دعوت پر پہلے لبیک کہنے والے ہمیشہ کم آمدنی والے لوگ، اور فقراء ہوا کرتے ہیں، چونکہ مستکبرین کی نگاہ میں شخصیت کا معیار دولت و اقتدار ہوتا ہے اس لیے وہ ان کو پست اور حقیر افراد شمار کرتے ہیں)
3. تیسر اعتراض، تجھ پر ایمان لانے والے نشاندہی کرتے ہیں کہ تیری دعوت کے مشتملات صحیح نہیں ہیں، اصولی طور پر تم ہم پر کسی قسم کی برتری نہیں رکھتے، ہمارے عظمت کے معیاروں میں سے تمہارے اندر کوئی چیز نہیں کہ ہم اس بناء پر تیری پیروی کریں لہٰذا ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَـكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ‌ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰٮكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا
نَرٰٮكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاْىِ‌ ۚ وَمَا نَرٰى لَـكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

قصہ نوح علیہ السلام و قومِ نوحؑ

- تاریخ انبیاء اور قصص النبین میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ابوالانبیاء ، بت پرستی کے خلاف سب سے پہلے مجاہد اور تاریخ تمدن میں سب سے پہلی شریعت پیش کرنے والے اولوالعزم پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے
- 26 آیات میں ان کی تاریخ کے اساسی اور بنیادی نکات کی ہلا دینے والی شکل میں تشریح کی گئی ہے
- نوح علیہ السلام نے کم و بیش انہی الفاظ میں اپنی قوم کو خطاب کیا جو اس سورت کے آغاز میں آپ ﷺ کی بعثت اور آپؐ کے پیغام کے بارے میں کہے گئے ہیں [میں تمہاری طرف ایک نذیر (خبردار کرنے والا) بن کے آیا ہوں اور یہ کہ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ‌ ؕ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ]
- دعوت کے مفہوم اور مقصد کو ایک ہی جیسے الفاظ میں ادا کرنے سے یہ ثابت کرنا مطلوب ہے کہ تمام انبیاء کا مشن اور ان کی دعوت ایک ہی رہی ہے۔ان کے نظریات ایک ہی رہے ہیں، اسی وجہ سے انداز تعبیر بھی ایک ہی جیسا اختیار کیا گیا ہے
- اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر کا اصل کام انذار و تبلیغ ہوتا ہے،اس سے آگے منوالینا ان کے ذمے نہیں ہوتا
- نوح علیہ السلام کی قوم میں ہر طرح کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں بدکاری، اخلاقی پستی ، ظلم و سرکشی ، روز قیامت کا انکار ... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دامن توحید بھی ان کے ہاتھوں سے مکمل طور پر چھوٹ چکا تھا۔انہوں نے قوم کے لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں اور بزرگوں کے بت بنا رکھے تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ ود، سواع، یعوق ، غوث اور نسر سب اسی طرح کے بزرگ تھے جن کے انہوں نے مجسمے تیار کر رکھے تھے۔آخرت کی زندگی کا کوئی تصور ان کے ذہن میں باقی نہ تھا

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ - انھوں نے کہا اے میری قوم ! ذرا سوچو

رَأَى يَرَى ، رَأْياً و رُؤْيَةً
دیکھنا، سمجھنا، سوچنا، رائے رکھنا

اِنْ كُنْتُ - اگر میں ہوں

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ - ایک کھلی شہادت (دلیل) پر اپنے رب کی طرف سے

وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ - اور دی اس نے مجھ اپنی رحمت بطور خاص

فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ - پھر وہ پوشیدہ کی گئی تم پر

عَمَّى يُعَمِّي ، تَعْمِيَةً - چھپانا، اندھا کر دینا (II)

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا - تو کیا ہم اس کے لیے مجبور کر سکتے ہیں تم کو

اَ - استفہامیہ

أَلْزَمَ يُلْزِمُ ، إِلْزَامًا - لازم کرنا، چپکانا (IV)

(ل ز م)

لَزِمَ - کسی چیز کا جمنا، ساتھ لگے رہنا، چپکنا، چمٹنا

اردو: لازم، لزوم، ملزوم، الزام، التزام، ملازم

وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ - جبکہ تم اس کو ناپسند کرتے ہو

وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ - اور اے میری قوم ! نہیں مانگتا میں تم سے

عَلَيْهِ مَالًا - اس پر کوئی مال

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَلٰـكِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوۡمِ مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ طَرَدْتُّهُمۡ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳۰﴾

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ - میرا اجر ہے مگر اللہ کے ذمہ

وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ - اور میں نہیں ہوں دھتکارنے والا

طَرَدَ يَطْرُدُ ، طَرَدًا - ہانکنا، ہٹانا، دور کرنا

طَارِد - دور کرنے / ہٹانے والا

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا - ان لوگوں کو جو ایمان لائے

اِنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ - یقیناً وہ لوگ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں

مُلٰق - ملاقات کرنے والے

مُلَاقِي - ملاقات کرنے والا

وَلٰـكِنِّىۡۤ اَرٰٮكُمۡ - بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ تم

رَأَى يَرَى ، رُؤية - دیکھنا، سمجھنا

قَوۡمًا تَجۡهَلُوۡنَ - لوگ جہالت کرتے ہو

جہالت - (۱) انسان کے ذہن کا علم سے خالی ہونا، (۲) کسی چیز کے خلاف واقع یقین واعتماد قائم کرلینا، (۳) کسی کام کو خلاف اصول انجام دینا

وَيٰقَوۡمِ مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ - اور اے میری قوم! کون بچائے گا مجھے

مِنَ اللّٰهِ اِنۡ طَرَدْتُّهُمۡ - اللہ (کی پکڑ) سے اگر میں نے دھتکار دیا انہیں

اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ - تم کیوں نصیحت نہیں پکڑتے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝٢٨ وَيٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ
عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝٢٩ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ
اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝٣٠

اس نے کہا "اے برادران قوم، ذرا سوچو تو سہی کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر قائم تھا اور پھر اس نے مجھ کو اپنی خاص رحمت سے بھی نواز دیا مگر وہ تم کو نظر نہ آئی تو آخر ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے کہ تم ماننا نہ چاہو اور ہم زبردستی اس کو تمہارے سر چپکا دیں؟ اور اے برادران قوم، میں اِس کام پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور میں اُن لوگوں کو دھکے دینے سے بھی رہا جنہوں نے میری بات مانی ہے، وہ آپ ہی اپنے رب کے حضور جانے والے ہیں مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت برت رہے ہو

Noah said: 'My people! If I base myself on a clear evidence from my Lord, and I have also been blessed by His mercy to which you have been blind, how can we force it upon you despite your aversion to it?
My people! I seek no recompense from you. My recompense is only with Allah. Nor will I drive away those who believe. They are destined to meet their Lord. But I find you to be an ignorant people. My people! Were I to drive the men of faith away, who will protect me from (the chastisement of) Allah? Do you not understand even this much?

قَالَ يٰقَوۡمِ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كُنۡتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّىۡ وَاٰتٰٮنِىۡ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِهٖ فَعُمِّيَتۡ عَلَيۡكُمۡ ؕ اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا وَاَنۡتُمۡ لَهَا كٰرِهُوۡنَ ۝۲۸

اعتراضات کا جواب (نوح علیہ السلام کی زبانی)

- سب سے پہلے اس اعتراض کا جواب کہ مجھے تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔
- نادانو ! تم یہ سمجھتے ہو کہ فضیلت، عہدہ و منصب میں برتری اور مال و دولت میں کثرت کا نام ہے۔ چاہے ان دونوں کا حامل اپنے تئیں کیسا ہی انسانیت کے لیے عار کیوں نہ ہو، حالانکہ مال و دولت اور عہدہ و منصب آنی جانی چیزیں ہیں۔ آج ایک کے پاس ہیں کل دوسروں کے پاس۔ نہ ان کے آنے سے انسانیت میں اضافہ ہوتا ہے نہ ان کے جانے سے کمی ہوتی ہے۔
- مجھے اللہ نے تم پر مال و دولت میں کوئی فضیلت نہیں دی۔ البتہ دو باتیں مجھے ایسی عطا فرمائی ہیں تمہیں جن کا شعور بھی نہیں

1. مجھے اللہ نے فطرت کا نور، دل کی روشنی اور زندہ ضمیر عطا فرمایا، جن کی بدولت میں پہلے ہی خود آفاق و انفس میں خدا کی نشانیاں دیکھ کر توحید کی حقیقت تک پہنچ چکا تھا
2. پھر خدا نے اپنی رحمت (یعنی وحی) سے مجھے نوازا اور ان حقیقتوں کا براہ راست علم مجھے بخش دیا جن پر میرا دل پہلے سے گواہی دے رہا تھا، اس نے میرے لیے عمل کے راستے کھولے۔ زندگی کی الجھنیں دور کیں اور آخرت کی تیاری کو آسان کیا ہے

- تم البتہ اپنی بد نصیبی کے باعث اللہ کی اس رحمت سے محروم ہو، تمہاری آنکھوں پر اندھیرا چھایا رہا، تمہاری ناشکریوں اور بداعمالیوں نے تمہاری فطرت کے نور کو گل کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تم اللہ کے قانون کی گرفت میں آگئے جس نے تمہارے دلوں کی روشنی بجھا دی۔ اللہ نے تم سے قبولیت کی استعداد سلب کر لی اور تمہیں ہدایت سے محروم کر دیا۔ تم نے جن حقائق سے آنکھیں بند رکھیں اب یہ کیسے ممکن ہے کہ میں زبردستی انھیں تم پر چپکا دوں جبکہ تمہاری مزید بد نصیبی کا عالم یہ ہے کہ تم ان کے نام سے بھی بیزار ہو۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

قوم کی نخوت پر چوٹ

- بگڑی ہوئی قوموں کا تمام تر انحصار مال و دولت پر ہوتا ہے، وہ اسی میں اپنی زندگی خیال کرتے ہیں، اور اپنے سود و زیاں کا حساب صرف مال و دولت میں کرتے ہیں۔ مال و دولت کی کثرت ہی ان کے غرور و تکبر اور ان کے تفس کے پندار کی غذا بنتی ہے
- حضرت نوح علیہ السلام نے اس پندار اور غرور پر چوٹ لگائی:
- لوگو ! تم چونکہ کاروباری ذہنیت رکھتے ہو اس لیے تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ میں بھی شاید اسی ذہنیت کا حامل ہوں۔ میں جو جان جوکھوں میں ڈال کر اور خون جگر پی پی کر تمہیں اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہوں ۔ یہ میرا کوئی کاروبار نہیں کہ تمہارا خیال ہے کی اگر تم نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو میرے کاروبار کے بیٹھ جانے کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ میں تو تمہاری بہتری اور بھلائی کے لیے جان کھپاتا ہوں اور تم اسے مال و دولت کا کھیل سمجھتے ہو
- یاد رکھو میری محنتوں کا صلہ میرے اللہ کے ذمہ ہے۔ تم سے میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ تم ایمان لے آؤ
- تمہارا یہ اعتراض کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں وہ گرے پڑے لوگ ہیں اور معاشرے میں ان کی کوئی عزت نہیں۔ یاد رکھو ! یہ ایمان لانے والے بے شک غریب ہیں لیکن ان کے احساسات زندہ ہیں ، عہدہ و منصب کی ہوس اور مال و دولت کی کثرت نے ان کی انسانیت کو موت کے گھاٹ اتارا ، انہوں نے اپنے رب کی دعوت کو سنا تو فوراً لبیک کہا
- وہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود بلندیوں کے مسافر ہیں۔ تم انھیں ہزار ذلیل سمجھو، لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے ہیرے ہیں، وہ تو زمین کا نمک اور پہاڑی کے چراغ ہیں، اس لیے میں انھیں اپنے پاس سے کیسے دور کرنے کی غلطی کر سکتا ہوں؟

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے   وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۱۹ - ۳۰

- اللہ کے راستے میں انحراف کی جستجو کبھی خود اس راستہ میں انحراف ایجاد کرکے اور کبھی اس راستہ کو منحرف ظاہر کرنے کے ذریعہ ہوتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا، اور لوگوں کو اس کے راستے سے روکنا، اپنے سرمایہ حیات کو نقصان اور تباہ کرنے کا موجب ہے۔
- ایمان، اخبات اور عمل صالح تینوں ایک ہی حقیقت کے مختلف پہلو (یہ سب صفات حقیقی اہل ایمان کی) ، ان شائستہ اعمال کے حامل مومنین ہی وہ انسان ہیں جنھوں نے اپنی عمر کے سرمایہ کو تباہ نہیں کیا اور دنیا و آخرت کے نقصان سے محفوظ ہیں۔
- شرک ،آلود رجحانات اور قرآن کریم کی حقانیت کا انکار، ضمیر کے مردہ اور دل کے نابینا ہونے کی علامت ہے
- اللہ تعالیٰ تمام کائنات پر حاکمیت مطلق رکھتا ہے، اس کو کوئی عاجز کرنے والا نہیں
- حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے زمانے کے متکبروں کو دعوت ایمان ، ان کے ساتھ شدید اور مسلسل جہاد اور ان کے برے انجام کی عبرت انگیز داستان کا مفصل ذکر
- نوح علیہ السلام نے بھی اپنی دعوت کا آغاز اس نقطے سے کیا جس سے دوسرے انبیاء و رسل نے ، کہ میں ایک ڈرانے اور متنبہ کرنے والا ، اللہ کی جانب سے بھیجا جانے والا رسول ہوں
- قوم کو خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت۔ توحید کا پرچار اور شرک کے خلاف جہاد، تمام انبیاء کی رسالت کا اہم جزو
- آپ کی دعوت کو ٹھکرانے والے قوم کے مستکبرین، مترفین اور صدر نشین —آپ کی دعوت پر شبہات، الزامات کے ساتھ ساتھ تکبر و غرور ، جہالت اور کم فہمی کے وہی رویے جو آپ ﷺ کے ساتھ قریشِ مکہ روا رکھے ہوئے تھے

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۵۹﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت و رسالت

- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اس سرزمین میں رہتی تھی جس آج ہم عراق کا حصہ ہے، قرآنِ مجید کے دوسرے مقامات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی، نہ اس سے ناواقف تھی اور نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا، بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی، شرک کی گمراہی تھی
- انہوں نے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو خدائی میں شریک اور عبادت کے استحقاق میں حصہ دار قرار دے دیا تھا۔ پھر اس بنیادی گمراہی سے بیشمار خرابیاں اس قوم میں رونما ہو گئیں
- جو خود ساختہ معبود خدائی میں شریک ٹھہرا لیے گئے تھے ان کی نمائندگی کرنے کے لیے قوم میں ایک خاص طبقہ پیدا ہو گیا جو تمام مذہبی سیاسی اور معاشی اقتدار کا مالک بن بیٹھا اور اس نے انسانوں میں اونچ اور نیچ کی تقسیم پیدا کر دی، اجتماعی زندگی کو ظلم و فساد سے بھر دیا اور اخلاقی فسق و فجور سے انسانیت کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔
- حضرت نوح علیہ السلام نے اس حالت کو بدلنے کے لیے ایک زمانہ دراز تک انتہائی صبر و حکمت کے ساتھ کوشش کی اور جو انذار کیا اس کا ذکر یہاں بھی اور قرآن میں دوسرے کئی مقامات پر بھی
- آپؑ نے اپنی قوم کو بتایا کہ اگر تم شرک سے تائب ہو کر خالص اللہ ہی کی عبادت و اطاعت کی راہ پر نہ آئے تو بس سمجھ لو کہ تم پر ایک ہول ناک دن کا عذاب نازل ہوا ہی چاہتا ہے۔ ہول ناک دن سے مراد یہاں دنیوی عذاب کا ہول ناک دن ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

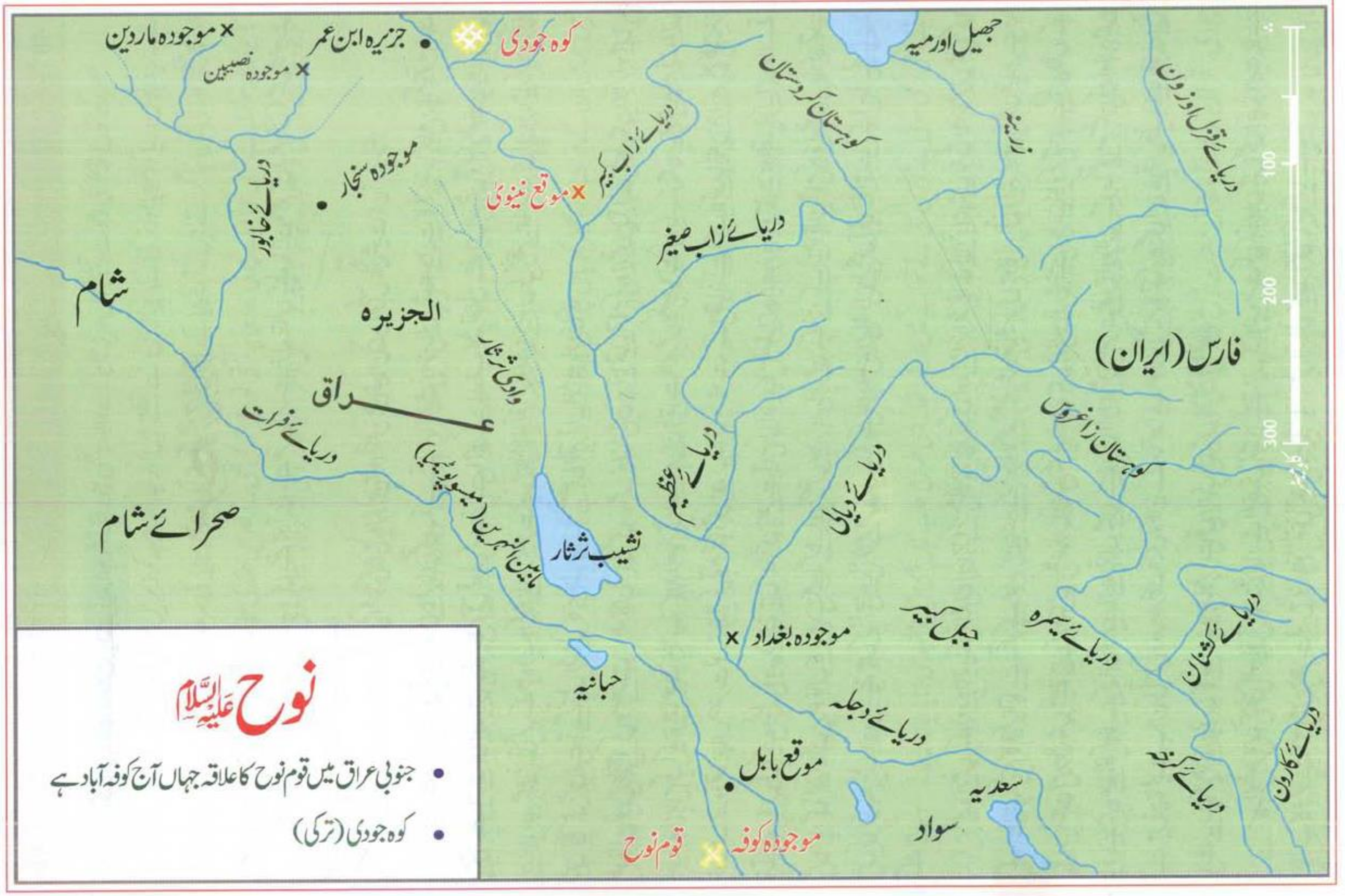

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

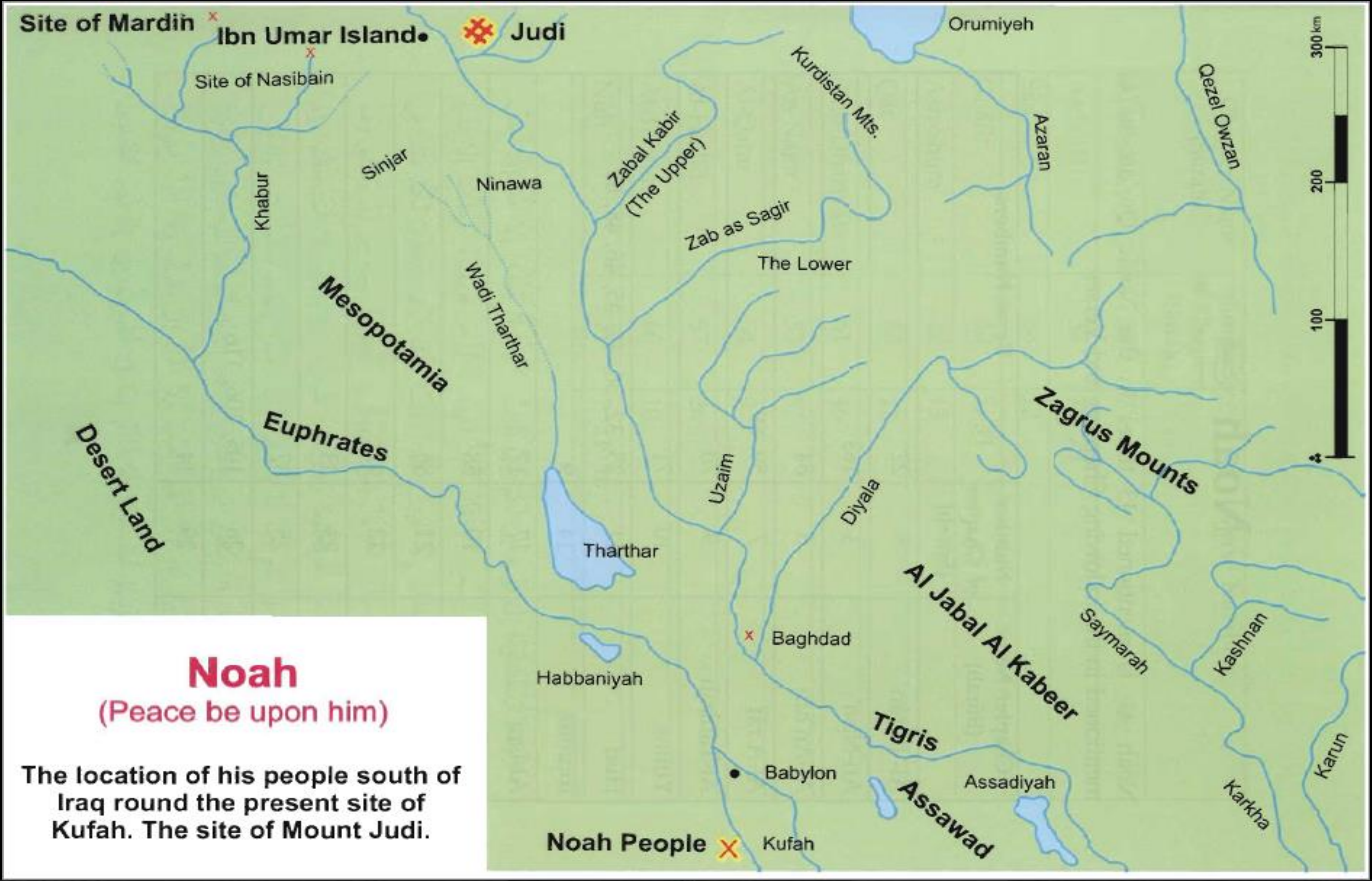

Noah
(Peace be upon him)

The location of his people south of Iraq round the present site of Kufah. The site of Mount Judi.